Reg. No.20333-36

البرہان انٹرنیشنل کے زیر ادارت خواتین کیلئے اپنی طرز کا واحد جریدہ

ماہنامہ راہنمائے خواتین فیصل آباد

جلد نمبر 10: جون 2015ء : شمارہ نمبر 6

زیر سرپرستی

فقیہ عصر بقیۃ السلف حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر قیادت

صاحبزادہ الحافظ محمد زاہد سلطانی الصدیقی البکری

خانقاہ فتحیہ کوٹلی آزاد کشمیر

آئینہ ترتیب

خط و کتابت کا پتہ

آفس ماہنامہ راہنمائے خواتین C-57 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد

041-2639940

حبیب بینک جناح کالونی برانچ اکاؤنٹ نمبر A/C 09037900113203

پبلشرز محمد افضل سعید نے صبح نور پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر C-57 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد سے شائع کیا



از ضیاء القرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۟o وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰىo صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

ترجمہ: البتہ تم لوگ دینوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت کہیں بہتر ہے اس سے اور باقی رہنے والی ہے۔

الآعلیٰ 16-17

قارئین کرام مندرجہ بالا آیت کریمہ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ تم لوگ دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں مقدم رکھتے ہو حالانکہ اخروی زندگی کو مقدم کرنے میں ہی تمہاری دینوی اور اخروی بھلائی ہے ۔ فرمایا: حالانکہ آخرت کہیں بہتر ہے اس سے اور باقی رہنے والی ہے ۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ثواب دیناوی زندگی سے بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔ یہ دنیا حقیر اور فانی ہے اور آخرت عزت والی دائمی ہے ۔کوئی عقل مند آدمی فنا ہونے والی کو باقی رہنے والی پر کیسے ترجیح دے سکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ جلدی ختم ہونے والی زندگی کے بارے میں کوئی اہتمام کرے اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کے بارے میں توجہ نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہ ہو اور یہ اس کا مال ہے جس کا آخرت میں مال نہ ہو اور اس دنیا کو ذخیرہ کرنے میں وہی مشغول ہوتا ہے جو بے عقل ہو(1) عرفجہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس یہ سورت پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچے تو آپ نے اس قرآت کو ترک کر دیا اور اپنے شاگردوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کیا ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے؟ وہ یہ سن کر خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں ہم نے نے دنیا کو ترجیح دی ہے کیونکہ ہم نے اس دنیا کی زیب وزینت، طعام وشراب اور عورتوں کو دیکھا ہے اور آخرت ہم سے پوشیدہ ہے۔ اس لئے ہم نے اس دنیا کو اختیار کر لیا ہے اور آخرت کو ترک کر دیا ہے۔ (تفسیر طبری) یہ آپ نے یا تو انکسار فرمایا ہے یا آپ نے ان لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ جو حقیقتاً اس میں غرق ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اور اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا۔ پس تم باقی کو فانی پر ترجیح دو۔ یہ حدیث عمرو بن ابی عمرو سے بھی مروی ہے۔ (مسند امام احمد) تفسیر ابن کثیر، جلد چہارم) (مطبوعہ ضیاء القرآن)

ہدیہ عقیدت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلام امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

(۲) نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی اُمت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

(۳) اُترے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اُجالی ہے

(۴) رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

مفہوم اشعار وخلاصہ تشریح:

(۱)...... اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ (قبر کی) رات اندھیری ہوگی اور اس پر دوسری مصیبت یہ ہے کہ گناہوں کی کالی سیاہ گھٹا بھی چھائی ہوگی۔اے میرے پیارے نبی! میرے کمزور اور مجبور وعاجز دل کے (جو اس تصور سے ہی ڈوبا جارہا ہے) آپ ہی حامی وخیر خواہ ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام پر ہماری تکلیف شاق گزرتی ہے، پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کیسے برداشت فرمائیں گے کہ ہم دوزخ کا ایندھن بنیں۔

عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم
بالمومنین رؤف رحیم۔(التوبہ)

اتنے مضبوط سہارے کے باوجود موت اور قبر کو یاد کر کے رونا اور اپنے اوپر خوف کی کیفیت طاری کرنا ایمان کی علامت اور اہل ایمان کا شیوہ نہیں تو اور کیا ہے کیوں کہ الایمان بین الخوف والرجاء۔ایمان، اللہ سے ڈرنے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہونے کی درمیانی حالت کا نام ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جن کی جوانی ڈھل چکی اور بڑھاپا شروع ہو گیا ہے، اگرچہ موت تو بچے، بوڑھے اور جوان، سب کو بڑی تیزی سے کھائے جارہی ہے تاہم بچے اور جوان ان کی زندگی کے امکانات بہ نسبت بوڑھے کے زیادہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اے اپنی زندگی کی زیادہ ساعتیں گزار لینے والے، تیرے لئے کسی نے یوں کہا ہے کہ۔

کر نہ پیری میں تو غفلت اختیار
زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار
کر بس اپنے کو مردوں میں شمار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(۲)......لیکن اے گنہگار! مایوسی جائز نہیں اور غریبوں کے قبرستان کی طرف کام دھر (کہ ان کو محبوب کی رحمت کا سہارا مل گیا ہے اس لئے) وہاں سے مسلسل یہ صدائے دلنواز آرہی ہے۔''مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔'' کیونکہ ؎

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم
دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

(۳)......اے دنیا کے غافل مسافر! تیری جوانی کا چاند تو غروب ہونے کے قریب جا رہا ہے اور روشنی (عالم شباب کا جوبن) دن بدن گھٹتا جا رہا ہے کچھ نہ کچھ تو کر لے ورنہ اس کے بعد جو پندھر واڑہ (دورِ بڑھاپا) آ رہا ہے وہ تاریک ہوگا۔ اس میں تو عاجز و مجبور ہو جائے گا۔

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے
یہ تیرا حسن وشباب اے نوجوان کچھ بھی نہیں

(۴)...... اے احمد رضا (گدائے در خیر الوریٰ) ٹھیک ہے حالات ایسے ہی ہیں جیسے تو اپنے شعروں میں بیان کر رہا ہے لیکن صرف تیرے اکیلے کے لئے ہی تو نہیں بلکہ سب کے لئے یہ سفر تو طوعاً یا کرھاً طے ہو ہی جائے گا اس کا کیا رونا؟ رونا تو یہ ہے کہ ہاتھ بھی خالی ہیں۔عمل کی پونجی بھی پاس نہیں اس لئے انجام کا بھی خطرہ ہے۔ یا دوسرے مصرعہ کا آخری جملہ سوالیہ ہے یعنی کیوں روتے ہو دیکھو تو تمہارے آقا علیہ السلام کے ہاتھ کوئی خالی ہیں؟ ان میں شفاعت ہے رحمت ہے کرم ہے بخشش ہے۔ الغرض دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں۔ اس نظم میں امام اہل سنت نے اہل سنت کو کیسے راہِ اعتدال پہ لانے کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ ہم میں سے بعض لوگ ایسے بے عمل ہیں کہ اللہ کی رحمت اور حضور علیہ السلام کی شفاعت کا مطلب انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اعمال صالحہ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ) جب کہ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ اُخروی کامیابی کا دارومدار ایمان صالحہ پر رکھا گیا ہے۔

ان الذین اٰمنو اوعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا (طٰہٰ)

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا۔ (کہف)

وبشر الذین اٰمنو اوعملو الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر۔ (البقرہ)

اور بعض دوسرے صرف اعمال پر ہی سارا زور لگاتے ہیں اور عقیدے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار عقیدے کی درستگی پر ہے اسی لئے مذکورہ آیات مبارکہ میں ہر جگہ پہلے اٰمنو سے پھر **عملو الصلحت** ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے دونوں نعمتوں کو حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے تا کہ ہر دو سعادتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور ہر قسم کی محرومی سے بچا جائے۔ عقیدے کی پختگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اعمال صالحہ سے بے نیاز ہو جائے بلکہ درست عقیدے والے کو نیک اعمال بہ نسبت دوسروں کے زیادہ کرنے چاہیں اور نہ ہی رسالت کو ماننے کا یہ مطلب ہے کہ توحید کا نام ہی نہ لیا جائے، اس بارے میں کچھ کوتاہیاں جو ہمارے اندر ہیں علماء کو ان کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے اور لوگوں کے سامنے فکر آخرت، خوف خدا، قبر کے حالات، عبادات و معاملات کے موضوعات بھی بیان کرنے کی سخت ضرورت ہے یہی اعلیٰ حضرت کی تعلیم ہے کہ عقائد مثلاً نورو بشر، حاضر و ناظر علم غیب وغیرہ موضوعات ہو گئے یا ایصال ثواب، انگوٹھے چومنا، ذکر بالجہر، اذان سے پہلے دورود وسلام وغیرہ کے موضوعات بھی نہ چھوڑے جائیں کیونکہ یہ ہمارے عقائد اور تشخصات ہیں ان کو بیان کرنا بھی بہت ضروری ہے لیکن توحید باری، سیرت النبی، جیسے پروگراموں کی ہم میں کمی بھی قابل افسوس ہے۔ عالم آخرت، خوف خدا اور قبر کے بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کچھ اس کی خبر بھی ہے تجھ کو وہ سوز جہنم کیا ہوگا
جس آگ کا ایندھن انساں ہیں اس آگ کا عالم کیا ہوگا

(باقی صفحہ 20 پر)

رحمت عالم ﷺ بحیثیت باپ

تحریر: محمد شہباز احمد (جی سی یونیورسٹی) فیصل آباد

اُم ایمن بڑی تیز رفتاری کے ساتھ جلدی جلدی بازار سے گزر رہی تھیں اور جب سلیمہ الخزاعیتہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو ان کے چہرہ پرخوشی چھائی ہوئی تھی۔

سلیمہ بولیں: ''اے برکتہ تم کس مصیبت میں گرفتار ہو اور تم اس طرح کیوں بھاگ رہی ہو؟''

جواب دیا، ''میں الصادق الامین کی طرف خوشخبری لے کر جارہی ہوں''۔ ''بھلا کون سی خوشخبری!''

''سیدہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ہاں چوتھی بیٹی ہوئی ہے۔''

سلیمہ نے مبہوت ہوتے ہوئے ٹکٹکی باندھ کر انہیں دیکھا اور کہا ''کیا تو، آپ ﷺ کو چوتھی بیٹی کی خوشخبری دے گی۔'' اتنے میں سلیمہ ان کے قریب ہوئیں اور ان سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا ''اے برکتہ مجھے سچ بتایئے کون سی چیز اور کس چیز کی خوشخبری۔ تمہارے آقا بیٹی کی ولادت کی خبر کیسے وصول کریں گے۔'' برکتہ ہنس پڑی اور اس نے کہا:

''اے سلیمہ تیرے اس سوال نے مجھے اس دن کی طرف لوٹا دیا ہے جس دن سیدہ طاھرہ نے اپنی پہلی بیٹی زینب کو جنم دیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ الصادق الامین کو جا کر اطلاع دو۔ میں ڈرتی ہوئی گئی، میں توقع رکھتی تھی کہ مجھے اس بچی کے ساتھ ہی کسی گڑھے میں دفن کر دیا جائے گا لیکن وہاں پہنچ کر عجیب معاملہ پایا۔''

سلیمہ نے پوچھا ''برکتہ کیا ہوا'' بتایا ''جیسے ہی آپ ﷺ نے بیٹی کی ولادت کا سنا تو آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ فی الفور بچی کے پاس گئے، اسے گود میں اٹھایا، چوما، اس کی والدہ کو مبارک کہی، جانور ذبح کرکے بچی کی ولادت کی خوشی منائی۔'' یہ میں نے نیا زمانہ اور ماحول دیکھا۔ برکتہ نے یہ کہا اور پھر نئے سرے سے دوڑنے لگی۔

سلیمہ نے دل جمعی سے یہ ساری گفتگو سنی کیونکہ اس کی تین بچیاں زندہ درگور ہو چکی تھیں اور وہ ایسے ماحول میں رہ رہی تھی جس میں اکثر باپ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے پر فریفتہ تھے۔ ان کی قبریں ہی ان کے نزدیک بہترین سسرالی رشتے تھے اور ان میں سے جو اپنی بیٹی کو زندہ درگور نہیں کرتا تھا، اس پر ذلت و رسوائی مسلط رہتی۔

''عورت اپنے خاوند کے گھر جا رہی تھی تو وہ اگر اس عورت کے خاوند کے رشتہ داروں میں سے ہوتا تو اسے دعا دیتے ہوئے کہتا، خدا کرے تجھ پر جننا آسان ہو اور تو مذکر جنے۔ خدا کرے مونث نہ جنے اور اللہ تعالیٰ تیرے بطن سے انسانوں کی ایک بڑی تعداد میں طاقتور اور بہادر لوگ پیدا کرے۔ اور اگر وہ اس کے خاوند کا رشتہ دار نہ ہوتا تو اسے سے کہتا، خدا کرے تجھ پر جننا آسان

نہ ہو اور تو مذکر نہ جنے کیونکہ تو تو بے شک دور والوں کو قریب لانے والی ہوگی۔'' (کتاب المجر لابن حبیب، ص310)

سلیمہ نے الصادق الامین کے اس رویہ کو بہت عظیم سمجھا اور یہ تمنا کی کہ کاش سارے باپ مع ان کے اپنے خاوند کے وہی کچھ کرتے جو آپ ﷺ نے کیا۔ اپنی سوچ بچار کے وقت وہ یہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی وہ رحمت ہیں جو دنیا اور دنیا والوں کی طرف بطور ھدیہ بھیجی گئی ہے۔ اگر یہ فیصلہ فرما دیا جاتا کہ غیب کے پردے اس کی آنکھوں سے اٹھا لیے جائیں، تو یقیناً وہ الصادق الامین کی حقیقت کو پا لیتی کہ واقعی آپ ﷺ ہی اس دین حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، جس دین نے زندہ درگور کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے اور عورت کو عزت بخشی ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ اس کا اور مرد کا ایک ہی منبع و مصدر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں میں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔'' (سورۃ النساء آیت1)

آپ ایک ایسا کامل اور جامع قانون لائے جو سوسائٹی میں عورت کی پوزیشن کو مستحکم اور منظم بناتا ہے اور بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں کے اس کے لئے باعث عزت زندگی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بیٹیوں کی ولادت کے بارے میں ایک ایسے انسان، باپ کا سا طرز عمل تھا جو ان میں سے ہر ایک کو بڑی خوشی اور مسکراتے و چمکتے چہرے کے ساتھ گلے لگاتا ہے اور ان کی پیدائش کے وقت اس کے چہرے کے خدوخال سے خوشی ٹپک رہی ہوتی ہے اور یہ اس لئے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لئے جن کے دل سخت ہو چکے ہیں اور رحمت سے خالی ہیں، نمونہ بنیں۔ چنانچہ قرآن کریم اسی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں گویا ہے۔

''جب انہیں بیٹی کی ولادت کی اطلاع دی جاتی تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے۔''

جناب رسول کریم ﷺ ایسے کیوں نہ ہوتے جب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

''و ما ارسلنك الا رحمة اللعالمين۔''

پہلی بیوی سے اولاد

جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنی پہلی بیوی حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے چار بیٹیاں عطا کی گئیں اور وہ زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہن تھیں۔ یہ چار جناب رسول اللہ ﷺ کی نگہداشت، محبت، مہربانی و شفقت اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی توجہ کے تحت عزت واکرام اور شرافت و پاکیزگی کی فضا میں پلی بڑھیں۔ حضرت زینب کی شادی ان کی خالہ کے بیٹے ابوالعاص بن الربیع اور رقیہ و اُم کلثوم کی شادیاں حضور ﷺ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوئیں۔ اب گھر میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی رہ گئیں اور ان کی عمر ابھی شادی کے لئے موزوں عمر سے کم تھی۔

جب جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور حضرت خدیجہ اسلام لائیں تو ان کے بعد یہ چاروں بیٹیاں بھی اسلام لے آئیں اور جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے میں کوشاں ہوئے تو قریش نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جس قدر ممکن تھا آپ ﷺ کے ساتھ مکر و فریب کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

چنانچہ اسی غرض سے ایک دن ان کے قائدین جمع ہوئے اور آپ ﷺ کے معاملہ میں آپس میں مشورہ کیا۔ ان میں سے ایک کہنے لگا، ''تم نے ان کے غم دور کر دیے ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص کے پہلو میں زندگی گزار رہی ہیں، رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا عتبہ اور عتیبہ کی پناہ میں ہیں، تم محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، تاکہ (معاذ اللہ) وہ ان کے غم میں مصروف ہو کر ہم سے اور اس نئے دین سے جو آپ ﷺ ہم پر تھوپنا چاہتے ہیں، باز آجائیں۔''

اب تینوں افراد نے سوچ و بچار کی کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا اور ان کی مثل ہرگز نہیں پا سکتا تھا اور ان کو چھوڑ کر دیگر عورتوں سے شادی کرنے کے بارے میں سوچ تک بھی نہیں سکتا تھا۔ لیکن عتبہ اور عتیبہ کی ماں ابولہب کی کافرہ اور منکرہ بیوی، ام جمیل نے یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ قریش کا حکم ہر حال میں نافذ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا، ''میں تمہیں ہرگز منہ نہ لگاؤں گی، اگر تم نے حضرت محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔'' چنانچہ دونوں بیٹوں نے اپنی ماں کا کہنا مان لیا اور اس کی ناپاک خواہش کو عملی جامہ پہنا دیا۔ نتیجتاً حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کے دولت کدہ میں واپس تشریف لے آئیں۔ مگر وہ اس گھرانہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہریں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی عشرہ مبشرہ ایک عظیم اور ذی شرف شخصیت سے ہوگئی، جس کا شمار ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی اور وہ شخصیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی۔ بعد ازاں آپ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لے کر راہی ملک حبشہ ہوئے اس حیثیت سے یہ دونوں میاں بیوی اسلام میں سب سے پہلے مہاجر ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو لے کر مدینہ ہجرت کی۔ چنانچہ وہاں جس دن جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری دینے والا خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچا، اسی دن آپ بیمار ہوئیں اور مدینہ منورہ ہی میں وفات پائی۔ ان کی وفات سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور جناب رسول کریم ﷺ کے درمیان جو سسرالی رشتہ تھا، اس کے ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ بہت غمزدہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے جب ان کو ان حال میں دیکھا تو ان سے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ جو مصیبت مجھ پر آئی ہے، کیا کسی اور پر بھی کبھی ایسی آئی ہے؟ جناب کی جو لخت جگر میرے عقد میں تھیں وہ مجھ سے چھن گئیں، اس سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ خصوصی رشتہ جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان تھا، منقطع ہو گیا ہے۔'' تو

جناب نبی کریم ﷺ نے انہیں دلاسا دے کر مطمئن کر دیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اُم کلثوم سے ان کی شادی کر دی۔ وہ اپنی وفات تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں رہیں۔ شادی کی تقریباً چھ سال بعد سن نو ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

(ذوالنورین عثمان بن عفان اللعقاد ص 88_89)

نبی ﷺ کی نصیحت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں دشمنی نہ رکھو، ایک دوسرے سے بڑھنے کی ہوس نہ کرو، آپسی تعلقات مت توڑو بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

(بخاری:6065، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی لختِ جگر

سیّدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

تحریر: ماریہ مشتاق (ایم اے عربی جی سی یونیورسٹی)

ہر شخص کی اولاد اس کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہوا کرتی ہے۔ خاص طور پر بیٹی اپنے باپ کے لئے رحمت خداوندی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب رب ذوالجلا ل نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولاد ایسی نعمت عظمیٰ سے نوازا تو اولاد نرینہ بھی عطا فرمائی اور چار صاحبزادیاں بھی عطا کیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری اولاد سے بے پناہ محبت فرماتے تھے مگر جو شفقت پدری اور رحمت مصطفوی شہزادی کونین کے حصے میں آئی وہ کسی اور کا مقدر نہ بن سکی۔

آپ رضی اللہ عنہا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب شہزادیوں میں چھوٹی اور سب سے بڑھ کر محبوب شہزادی تھیں۔ جن پر مکارمِ اخلاق اور اوصاف وفضائل کی تکمیل ہوتی ہے۔ آپ فضل وکرامت کی اس بلندی پر فائز تھیں۔ کہ اس کی گردِراہ کو پانا بھی کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ حضرت فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا نہایت متقی، پرہیز گار دیندار خاتون تھیں۔ آپ کی مبارک زندگی کا تمام تر حصہ زہد وقناعت پر بسر ہوا صبر وتحمل زہد وبردباری، دنیاوی تکالیف ومصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا، درگزر اور عفو وکرم سے کام لینا، ایثار وسخاوت یہ سب کچھ آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد گرامی تاجدار کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملا تھا۔ پس حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک بہترین نمونہ کا دوسرا نام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھا۔ مختلف کتبِ سیرت میں آپ رضی اللہ عنہا کے ۱۳۰ القاب ذکر ہوئے ہیں جن میں سے سیدۃ النساء، زہرا، طیبہ، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ، عابدہ، زاہدہ، اور بتول مشہور ومقبول القاب ہیں۔ ابن حجر الهيشمي المنح المكية في شرح الهمزية میں فاطمہ بتول اور زاہرا کی وجہ تسمیہ یوں ذکر فرماتے ہیں۔

☆...... فاطمہ نام اس لئے کہ اللہ رب العزت نے آپ سے محبت رکھنے والوں کو آتشِ جہنم سے محفوظ فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک میں نے اپنی بیٹی کا اس لئے فاطمہ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے بچا لیا۔'' (کنز العمال ج:۲ص:۲۱۹)

☆...... بتول اس لئے کہ آپ زمانہ بھر کی خواتین میں سب سے ممتاز اور صاحب فضیلت تھیں۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ تمام دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کئے ہوئے تھیں۔

☆...... زہرا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیض سے محفوظ وماموں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بیٹی انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آتا۔ (سنن نسائی)

علامہ قسطلانی المواہب اللدنیۃ: میں تحریر فرماتے ہیں کہ فطم کا لفظی معنی بچے کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں تو گویا سیدۃ النساء لوگوں کو آتش دوزخ سے روکنے والی ہیں۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں آپ کی

ولادت اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ آپ کے سن ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

محمد بن سعد طبقات الکبیر ج:۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں سیدہ کائنات کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 35 سال تھی اور جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس میں تشریف لائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نو ماہ تک جنت کی خوشبو آتی رہی۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہوگئی تو یہ خوشبو آپ کے بدن مبارک سے آنے لگی۔

(شرح قصیدة الهمزية لابن حجر الهیشمی)

آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے لاڈلی بیٹی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام آپ سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے اکرام کی خاطر آپ کے استقبال میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ آپ آسمانوں کی طرف تشریف لے جائیں تو فرشتے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کریں لیکن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے خود کھڑے ہو کر استقبال فرمایا کرتے تھے۔

سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ جب بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائیں تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اپنی بیٹی کا استقبال فرماتے انہیں بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ **قام الیھا وقبلھا واجلسھا فی مجلسه** جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتیں۔ **قامت من مجلسھا فقلبته واجلست فی مجلسھا** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو جائیں اس کو بوسہ دیتیں اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

(ترمذی، مستدرک للحاکم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اہل وعیال میں سے سب سے زیادہ محبت اپنی جگر گوشہ سیدہ بتول سے فرماتے تھے۔ جب بھی آپ کسی سفر کے لئے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں آپ سے ملاقات فرماتے جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ سے ملاقات فرماتے۔ (سنن ابی داؤد/ابوداؤد شریف)

بقیہ: گھر کو امن کا گہوارہ کیسے بنایا جائے

بنانے کیلئے عورت کو اپنی شوہر کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اس کی آمدنی پر شکر گزار ہونا چاہیئے نہ کہ اپنے شوہر سے گلہ کرے کہ یہ کم ہے۔ بلکہ صبر وشکر ادا کریں اس سے گھر کے ماحول پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت زینب کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی۔ وہ حالت کفر میں تھے بدر کا معرکہ پیش آ گیا اور وہ گرفتار ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا۔ تو حضرت زینت نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیج دیا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

اسلام کے فطری اصولوں پر عمل کر کے ہی امن سلامتی حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نگاہیں اپنی بلند رکھنا ضمیر کا بھی خیال رکھنا
نہ ڈگمگائیں قدم تمہارے وقار اپنا بحال رکھنا

ماں کی خدمت کا صلہ

قسط دوم

تحریر ارم عبدالغنی

☆......حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا۔ کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا۔ اور میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے اپنا اپنا ہاتھ رکھ دیا جو کہ سن ہو گیا۔ لیکن میں نے ادب واحترام کا خیال رکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا۔ تا کہ والدہ ماجدہ کی نیند وآرام میں خلل واقع نہ ہو۔ اس دوران میں سورہ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں دس ہزار مرتبہ قل ھو واللہ پڑھا۔ پھر اس ہاتھ سے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ کر سکا۔ آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا۔ کہ آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں محو پرواز ہیں پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر واستقامت کی وجہ سے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین اور رب العالمین کا فرمانبردار ہو گا۔ اس کا مقام اعلیٰ علیین ہیں ہو گا۔ (عیون المجالس)

ماں کی دعا کا اثر

حضرت بابا گنج شکر فرید رحمۃ اللہ علیہ ہر دعا میں اپنی ماں کو ضرور یاد رکھتے اور اس کے لئے دعا کرتے، کسی نے پوچھا تو فرمایا: مجھے جو یہ مقام حاصل ہوا یہ میری ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ میری ماں تہجد کے وقت نفل پڑھنے کو اٹھتی، تو اس نورانی وقت میں باوضو ہو کر مجھے دودھ پلایا کرتی تھی اور میرے لئے دعائیں مانگتی تھی۔ آج میرا مقام اسی نورانی وقت کے دودھ اور دعا کا نتیجہ ہے۔

ماں کے قدموں کی برکت

ایک روز ایک شخص نے حضرت ابو اسحٰق سے ذکر کیا کہ رات کو خواب میں، میں نے آپ کی داڑھی یاقوت وجواہرات سے مرصع دیکھی ہے۔ ابو اسحٰق فرمانے لگے تو نے سچ کہا رات میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے۔ یہ اس کی برکت ہے اور پھر ایک حدیث سنائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے لوح محفوظ پر یہ لکھ دیا کہ:

ترجمہ: یعنی میں خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی پوجا جانے کے لائق نہیں جس شخص کے والدین اس پر راضی ہوں گے۔ میں بھی اس سے راضی ہوں۔''

ماں اپنے بچے کی پرورش کے لئے اس کی زندگی کے لئے نہ تو اپنی نیند کو نیند سمجھتی ہے اور نہ دکھ کو دکھ، وہ خود تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔ لیکن اولاد کی بہتری کے لئے اپنا دکھ درد اپنی تکلیف سب کچھ بھول جاتی ہے۔ ایک باپ بے اعتنائی کر سکتا ہے۔ بھائی دشمن بن سکتا ہے میاں بیوی میں عداوت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوست دشمن بن سکتا ہے لیکن ماں کی محبت کبھی نہیں بدلتی۔

(باقی صفحہ 12 پر)

ماہ رمضان المبارک کی نفلی عبادات

تحریر: حافظ محمد اصغر ایم اے جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

ماہ ''رمضان المبارک'' اسلامی سال کا نواں قمری مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ماہ مبارک میں عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمایا اس کی ہر ساعت رحمت بھری ہے۔اس مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گناہ کر دیا جاتا ہے۔

وجہ تسمیہ:

رمضان رمضاء سے مشتق ہے جس کے معنی گرم پتھر کے ہیں۔عرب قبیلوں نے جب مہینوں کے نام رکھنا چاہے تو ان ایام میں یہ مہینہ انتہائی گرمی کے موسم میں آیا چنانچہ اس کا نام رمضان رکھا گیا۔کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اس ماہ کو رمضان اس لئے کہتے ہیں یہ ماہ مقدس گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب:۶۴۴۔غنیۃ الطالبین:۳۵۱)

فرضیت روزہ:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

(البقرہ:183)

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض کیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان آنے سے خوش ہو اور ختم ہونے سے غمگین ہو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔

(تذکرۃ الواعظین:۵۹۸)

اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان اور طلب ثواب کے لئے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کے نوافل:

☆......ابوالبرکات سقطی نے باالاسناد بیان کیا کہ مجھے مسعودی سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ماہ رمضان کی رات میں اگر کوئی مصرہ (اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (سورۃ الفتح:1) نفل نماز میں پڑھے تو پورا سال وہ ہر قسم کے شر اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔(غنیۃ الطالبین:۳۰۸)

☆......دو نفل: جو کوئی پہلی رات میں دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فتح ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے سال تک ہر بلا سے نگاہ میں رکھے گا۔

(مسند سلیمانی:۱۰)

☆......چار نفل: جو کوئی پہلی رات میں چار رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص انیس بار پڑھے تو بے انتہا ثواب پائے گا۔

☆......چار نفل: جو کوئی رمضان شریف کے پہلے دن چار رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ بار پڑھے۔اور سلام کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنا تا ہے۔

سحری کی برکت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تمام سحری برکت ہے پس اسے چھوڑا نہ کرو اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم نزہۃ المجالس: ۳۳۰)

☆......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رمضان المبارک میں محافل ذکر میں سے کسی محافل میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے عوض میں ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ اور قیامت میں وہ عرش کے نیچے ہوگا۔

(نزہۃ المجالس: ۳۲۱)

☆......رمضان المبارک میں نماز اور تلاوت قرآن پاک کی کثرت کرو جو اس مہینے میں قرآن پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر حرف کے بدلے جنتی باغوں میں سے ایک باغ دیتا ہے۔

(انیس الوعظین: ۲۸۵)

☆......رمضان شریف میں ہر نمازِ عشاء کے بعد روزانہ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔ اول مرتبہ پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے آزاد ہوگا۔ تیسری بار پڑھنے سے جنت کا مستحق ہوگا۔

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل رات ہے:

جو شخص ستائیسویں شب رمضان میں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے سورۃ القدر ایک بار، سورۃ اخلاص ستائیس بار پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا ہے اور اس کو جنت میں ہزار محل ملیں گے۔

☆......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں بعد بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے اسے ہر مصیبت سے نجات ملے گی۔ ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین: ۳۵۵)

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم
دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

بقیہ: ماں کی خدمت کا صلہ

ماں کی شفقت صاف اور شفاف ہوا کی طرح ہوتی ہے۔ جو سانس لینے والے کی زندگی کے لئے تو بے حد ضروری ہے مگر اسے نظر نہیں آتی۔ ماں کا دوسرا نام زندگی بھی ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔ جن خوش نصیبوں کی مائیں زندہ سلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بچوں پر سلامت رکھے۔ اور ان بچوں کو ماں جیسی عظیم ہستی کی خدمت اور قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ماں کی یاد

ماں میرا تیری آغوش میں سر رکھنا
اور تیرا پیار سے سہلانا یاد آتا ہے
میرا جھوٹ موٹھ کا روٹھنا
اور تیرا پیار سے منانا یاد آتا ہے
میرا تیرے قدموں کو چومنا
اور تیرے پاؤں کو دور ہٹانا یاد آتا ہے
میرا کسی کام کے لئے پریشان ہونا
اور تیرا ہاتھ اٹھا کردعا مانگنا یاد آتا ہے
تیرے ساتھ گزرا میرا وہ اک اک لمحہ
پیاری ماں تیرے بچھڑنے کے بعد بہت یاد آتا ہے

صحابیات کا عشقِ رسول کریم ﷺ

انتخاب: حافظ لیاقت علی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

جب اُم المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفر آخرت کی تیاری کی تو انہوں نے اپنے آقا و مولا حضور ﷺ کا جبہ مبارک اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیا۔ جو انہوں نے بڑی محبت و ادب کے ساتھ سنبھال کر رکھا۔

اگر کوئی گھر میں بیمار ہوتا تو آپ اپنے محبوب ﷺ کا جبہ مبارک نکال کر دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں جس سے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

جبہ مبارک کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور نظروں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کا عہدِ مسعود اور حسین و جمیل چہرہ مبارک گھوم جاتا تھا۔

حضرت سیدہ شیماء السعدیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رسالت مآب ﷺ کی رضاعی بہن تھیں۔ اپنی والدہ سعدیہ کے ساتھ آپ ﷺ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ننھے حضور ﷺ سے بے حد پیار و محبت کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ کو کھلاتی تھیں تو یہ اشعار بھی گاتی رہتی تھیں جن کا مطلب ہے۔

یا اللہ! محمد (ﷺ) کو زندہ رکھ یہاں تک کہ ہم ان کو جوان دیکھیں۔

پھر ہم ان کو ایک معزز سردار دیکھیں، اس حال میں کہ اس سے حسد رکھنے والے دشمن سرنگوں ہوں۔

اے اللہ! ان کو عزتِ دوام عطا کر۔

حضرت سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا:

آپ رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ سرور کونین ﷺ اکثر آپ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا تو حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے کھڑے ہو کر وضو کرایا۔

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار ابن یاسر نے آپ سے آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا تو آنکھیں غمناک ہو گئیں۔ فرمایا:

''بیٹا! اگر تم نے میرے آقا و مولا ﷺ کو دیکھا ہوتا تو گویا آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا ہوتا۔''

حضرت سیدہ اُم حذیفہ رضی اللہ عنہا:

صحابیات رسول ﷺ نہ صرف بذات خود رسالت مآب ﷺ سے محبت و عشق کرتی تھیں بلکہ اپنے چھوٹے بچوں کے دلوں میں بھی اپنے محبوب آقا و مولا ﷺ کی محبت کے چراغ روشن کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتی تھیں۔

اگر بچے زیارت رسول اللہ ﷺ کے لئے چند دن نہ جاتے تو ان کی مائیں ان سے ناراض ہوتیں اور انہیں ڈانٹتی تھیں۔ حضرت سیدہ اُم حذیفہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے چند دنوں سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف نہیں پایا تھا لہٰذا انہوں نے اپنے بچے کو خوب ڈانٹا۔

☆☆☆☆☆

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

انتخاب: سیف اللہ چاچڑ مرکزی آفس رہنمائے خواتین

محبّ کی روح کی غذا آنکھوں کا نور اور قلب کا سرور محبوب کا دیدار ہے اور جب اسے یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب نہیں ہوتی تو اس کی زندگی خزاں رسیدہ اور دنیا اجاڑ و ویران ہو جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتے تھے۔ ان کا کام تھا کہ جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے آتش شوق بجھائیں۔ ایک موقع پر انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا اظہار کیا اور عرض کی:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ جمال میری جان کا سرمایہ راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی و انبساط سے لبریز ہو کر جھوم اٹھتا ہے۔''

محبّ کے لئے وہ لمحہ بڑا پریشان کن اور باعث تشویش ہوتا ہے جب حلقہ عشاق سے محبوب اچانک اٹھ کر چلا جائے۔ اور پھر دیر تک نہ لوٹے تو محبین کے دل و دماغ کے پاتال پر طرح طرح کے وساوس ابھرنے لگتے ہیں۔

ایک روز عاشقان رسول اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس آنے میں دیر کر دی۔ سب گھبرا گئے کہ کہیں ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ سب سے زیادہ گھبراہٹ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طاری تھی۔ لہٰذا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ حتیٰ کہ بنی نجار کے ایک باغ میں پہنچے اور اس کا دروازہ ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب اس کا دروازہ نہ ملا تو ایک چھوٹی سی نالی پر نظر پڑی جو کہ باغ میں جاتی تھی۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکڑ کر اس نالی کے ذریعے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا ابو ہریرہ ہے۔''

''جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''کیا بات ہے۔''

عرض کیا۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے کہ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپسی میں دیر لگائی۔ ہم گھبرا گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ پس ہم سب لوگ پریشانی کی حالت میں اٹھے اور سب سے پہلے میں ہی پریشان ہونے والا تھا۔ میں اس دیوار کے قریب پہنچا اور لومڑی کی طرح سکڑ کر اندر داخل ہوا۔ باقی حضرات سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ میرے پیچھے ہی ہیں۔''

محبّ کو محبوب سے ایک لمحہ کی جدائی بھی بڑی ناگوار و مشکل کوہ گراں معلوم ہوتی ہے چہ جائے کہ وہ سرائے دنیا سے کوچ کر کے آخرت کی راہوں پر چلا گیا ہو۔حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ہر محبّ و عاشق رسول ﷺ کا حال ناقابل بیان تھا جو آپ ﷺ کے ہجر و فراق نے اس کا کر دیا تھا۔

صاحبزادہ حضرت سعید بن مسیّب تابعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات ان راستوں پر کھڑے ہو جاتے جو دیہاتوں سے شہر مدینہ منورہ آتے تھے۔جب وہ کسی دیہاتی کو پالیتے تو اس سے دریافت کرتے۔

''کیا تو نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی زیارت کی ہے۔''

اگر وہ ہاں میں جواب دیتا تو اسے جانے دیتے اور اگر اس نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کا شرف نہ پایا ہوتا تو اسے کہتے۔

''آ میں تجھے محسن انسانیت، باعث تخلیق کائنات، رحمۃ العالمین ﷺ کے محاسن و شمائل سناتا ہوں۔''

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے اور آخر میں فرماتے۔

''میرے والدین فدا ہوں۔آپ ﷺ کی مثل آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں نے نہیں دیکھی۔''

اور اس طرح وہ اپنے قلب محزون کو تسکین فراہم کرتے تھے۔

آقائے نامدار ﷺ اگر پسند فرماتے تو کوہ احد آپ ﷺ کے ساتھ سونا بن کر چلتا لیکن آپ ﷺ نے فقر اختیار فرمایا۔کئی کئی روز محل سرائے رسول ﷺ میں کھانا پکانے کے لئے آگ روشن نہیں ہوتی تھی۔ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو انہیں دیکھ کر رو پڑے۔وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

''میرے محبوب ﷺ نے چپاتی نہیں دیکھی۔''

محبوب کے آثار و ذریت بھی محبّ کے لئے محبت کی روشنی کا مینار ہوتے ہیں جن سے وہ سکینہ و برکت حاصل کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''وہ جگہ دکھائیں جس پر نبی اکرم ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔''

انہوں نے بتایا تو حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آثار و ذریت مصطفویٰ ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لئے اسے بوسہ دیا۔

جنرل نالج

☆......آنخضرت ﷺ کو قرآن کی سورۃ الاحزاب میں خاتم النبیین کہا گیا ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب کہ والدہ کا نام سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب ہے۔

☆......آنخضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے 30 سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔

☆......سیدنا محمد ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاوّل بمطابق اپریل 571 عیسوی کو سوموار کے روز ہوئی۔

☆......آنخضرت ﷺ کو والد گرامی سے ورثہ میں ملنے والی تلوار کا نام ماثور تھا۔

☆......آنخضرت ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خزینۃ العلم کہا کرتے تھے۔

حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ازواج الانبیاء سے

قسط نمبر 4

تحریر: ماجد کمالی صاحب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیسا رویہ تھا وہ اپنے اسی پاکیزہ کردار کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ومحبت میں اونچے مرتبے پر پہنچ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنے۔ مختلف کتب میں یہ واقعہ درج ہے کہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی جب یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے اپنے سر میں مٹی ڈال لی اور کہا کہ اللہ کی نظر میں عمر اور اس کی بیٹی کی کوئی وقعت نہیں۔ دوسرے دن ہی حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر مہربانی (رحمت) کے لئے حفصہ سے رجوع کرلیں۔

(سیر اعلام النبلاء، الاستیعاب)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا خانہ نشین ہوگئیں اور علم اور فقہ کا ایک مرکز بن گئیں۔ اور عہد صدیقی میں یہ عظمت اور قدر ومنزل کے اونچے مقام پر فائز تھیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے کئے عہد کو تھامے ہوئے تھیں انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ وہ امیر المومنین کی صاحبزادی ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا عظیم کردار ہے جو ان کے زہد اور دنیا سے مکمل اعراض کی دلیل ہے اسی طرح ان دونوں حضرات کے دلی خلوص پر مشیر ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا اللہ تعالیٰ کی رضاء اور نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے اتباع سے تعلق پر بھی دلیل ہے اس قسم کی ایک روایت ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے ان کے سامنے ٹھنڈا شوربا اور روٹی لاکر رکھی اور شوربے میں زیتون کا تیل ملا دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو سالن ایک برتن میں۔ میں تو مرتے دم تک نہ چکھوں گا۔ (طبقات ابن سعد)

قارئین آپ کی ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہئے کہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا زید کی حقیقت سے ناواقف تھیں! بلکہ یہ عمل انہوں نے اپنے والد کے اکرام کے لئے کیا تھا۔

اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی سخت زندگی کو دیکھتی تھیں ایک انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ اپنے کپڑوں سے کچھ نرم کپڑے پہنیں اور اس کھانے سے نرم کھانا کھائیں۔ تو مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رزق میں وسعت دی ہے اور خیر فرمادی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں خود تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سخت زندگی یاد نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں بار بار یاد دلاتے رہے حتیٰ کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو رلا دیا پھر فرمایا جہاں تک میری کوشش ہوگی میں ان کی آسان اور

پرآسائش زندگی کی اتباع کروں گا شاید اس طرح میں ان کی آسان اور پرآسائش زندگی (جنت کی زندگی) میں ان کا شریک بن جاؤں۔ حضرت سے مراد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا علم اور فقہ:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا علم اور تقویٰ سے معروف تھیں اور انہیں صفات نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑے محترم مقام پر فائز کر دیا تھا اور اپنے مرتبہ کو خلافت راشدہ خصوصاً اپنے والد کی خلافت میں ملحوظ رکھتی تھیں اور کئی مرتبہ ان کی آراء اور احکام فقیہہ کو معتبر مانا گیا۔ ان سوالوں میں سے ایک سوال یہ تھا کہ عورت اپنے شوہر سے کتنے عرصے دور رہ سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا چھ یا چار مہینے۔ (درمنشور، ج۱)

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے شمار صحابہ کرام کے لئے حدیث کے معاملے میں مرکز و مرجع تھیں اور خود ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ہونے والے اپنے اعمال کے بارے میں معلومات حاصل کیا کرتے۔ اور مزید یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ازواج رسول ﷺ میں سے قرآن کے جمع کے لئے چنا۔ اس لئے کہ یہ قرآن کی حافظہ بھی تھیں اور شاید سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انہیں چننا ان صفات کی وجہ سے تھا جس میں انہوں نے تقویٰ علم روزے داری کو جمع کیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ اپنے وقت میں پڑھنے کی ماہر بھی تھیں اور اس وقت مردوں میں سے بھی بہت کم لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو عورتوں کو کیسے آتا۔ اس لئے حضرت اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی ایک ذہین شاگرد تھیں جنہوں نے لوگوں کو بہت سے احکام نبویہ نقل کر دیئے۔

قرآن کی محافظ:

قیامت تک اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک امانت مسلمانوں کی گردنوں پر رہے گی جب بھی ہم کوئی آیت پڑھیں گے ہمیں ان کی اس قرآن کی اپنے گھر میں حفاظت کی فضیلت یاد آئے گی۔

اسی طرح ہم آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس احسان کو نہیں بھول سکتے۔ جنہوں نے مرتدین کے خلاف میں حفاظ کی کثرت سے شہادت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن کریم جمع کیا جائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس مشورے سے اتفاق کیا اور انہوں نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگایا اور فرمایا کہ تم ایک جوان اور سمجھدار آدمی ہو اور تم وحی لکھتے بھی رہے ہو لہٰذا اب قرآن کے اوراق تلاش کر کے جمع کرو۔ (دلائل النبوۃ بیہقی)

اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور اس مشکل کام کو کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرماتے ہیں کہ ''جب مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو میں نے قرآن کو جمع کرنا شروع کیا جو چمڑے کے ٹکڑوں تختیوں اور پتھروں پر لکھا ہوا تھا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے قرآن کو ایک الگ صحیفہ کی صورت میں لکھ لیا تھا اور وہ ان کے پاس رہا۔ (حلیۃ الاولیاء)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عظیم امانت کو حفاظت کے لئے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا اور یہ نسخہ انہی کی پاس رہا حتیٰ کہ دور عثمانی میں مصحف کی کتاب شروع ہوئی اور اس کا سبب اہل عراق اور شام کے مابین قرات کا اختلاف بنا۔ حضرت

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو انہوں نے فوراً مصحف کی کتابت کی طرف توجہ فرمائی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ مصحف ہمارے پاس بھیج دیں ہم اس سے دوسرے مصاحف کی نقل اور تصحیح کر کے آپ کو واپس دے دیں گے اور پھر دوبارہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور مزید تین حضرات عبد اللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم جو فصحاء قریش میں سے تھے ان کی کمیٹی بنا کر حضرت کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور ان سب کی ذمہ داری لگائی کہ وہ دوسرے نسخوں میں نقل کریں۔

جب دوسرے نسخے تیار ہو گئے تو یہ نسخے مختلف جگہوں میں بھیج دیئے گئے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا قرآن کی محافظ کو ان کا نسخہ واپس کر دیا یا تو ان کے اس عمل مبارک پر انہیں ثناء اور تقدم حاصل ہے اور اب قرآن آخر زمانہ تک باقی رہے گا اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔

جیسا کہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر، آیت ۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنز الایمان)

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف کے بارے میں انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے وصیت فرمائی اور جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے ان کے پاس بھیج دیا پھر انہیں غسل دیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء)

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات میں ان کا قرآن کریم کا مسلم، اس کا حفظ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اور جمع کرنا بھی شامل تھا۔ اور صحابہ کرام اور تابعین ان کے پاس موجود حدیث نبوی سننے کے لئے مشتاق رہتے تھے۔ انہوں نے ساٹھ احادیث روایت کی ہیں بخاری اور مسلم میں ان کی چار احادیث متفق علیہ ہیں اور مسلم میں چھ احادیث منفرد ہیں۔

(سیر اعلام انبلاء)

اور ان سے روایت کرنے والے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ان کے بھائی اور صاحبزادے) حضرت حمزہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید، ام بشر انصاریہ عبد الرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت مؤذن کے چپ ہونے کے بعد نماز کھڑی ہونے سے قبل دو رکعت مختصر پڑھا کرتے تھے۔'' (اسد الغابہ)

اقوال زریں

☆...... والدین، رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں سے نیک سلوک کرو۔ (قرآن حکیم)

☆...... اللہ ہی تمہارا مالک ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے۔ (قرآن حکیم)

☆...... اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (قرآن حکیم)

☆...... نہ تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر کوئی ظلم کیا جائے گا۔ (قرآن حکیم)

☆...... اللہ ان کو دوست رکھتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں، احسان کرتے ہیں، معافی دیتے ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ (قرآن حکیم)

خدا کا شکر ہر حال میں

تحریر: ضیاء احمد شاہ ہاشمی۔ ایم فل جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لئے بہترین نمونہ بنایا اور جن لوگوں پر اس کا انعام ہے ان کے نقوش قدم پہ چلنے کو ہمارے لئے صراط مستقیم بنایا۔ انسان کی زندگی نشیب وفراز سے عبارت ہے۔ کبھی تندرست تو کبھی بیمار، کبھی خوشی تو کبھی غمگین، کبھی مالکِ تارج وتخت اور کبھی بھوکا اور پیاسا۔ الختصر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر حال میں آزماتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''اور ہم ضرور بالضرور آزمائیں گے۔ تم کو کچھ ڈر، بھوک اور (تمہارے) مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے۔ اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے۔ جن کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں، بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خصوصی نوازشیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔

(البقرہ:۲:157-155)

گویا یہ تمام بشارتیں ان کے لئے جو ان آزمائشوں میں صبر کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرنے میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیت الحمد تیار فرما رکھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ فرمایا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جب کسی بندہ بیٹا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔

''تم نے مرے بندہ کی روح قبض کر لی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے دل کے ثمرہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے (اس پر) کیا کیا۔ وہ عرض کرتے ہیں ''تیری حمد کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لئے جنت میں گھر بنادو۔ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(جامع ترمذی ص:166 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی اور عشرہ مبشرہ میں آپ کے والد زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ دورِ بنواُمیہ میں ولید نے آپ کو بلایا آپ سفر میں تھے کہ پاؤں پر چوٹ آ گئی بادشاہ کے پاس پہنچے زخم بہت زیادہ بگڑ چکا تھا۔ شاہی طبیبوں نے علاج کیا لیکن۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' آخر اطباء نے فیصلہ کیا کہ پاؤں کو کاٹ دیا جائے تو آپ کو کہا کہ یہ دوا نوش کرلیں تا کہ آپ پر غنودگی طاری ہو جائے اور آپ کا پاؤں کاٹ لیا جائے تو آپ فرمانے لگے کہ آپ اسی طرح کاٹ

دیں۔ جب پاؤں کاٹا گیا تو اظہار تکلیف تو بڑی دور کی بات ہے پیشانی پر درد کے سبب سے شکن بھی نہیں آیا۔ بلکہ پاؤں کٹا تو آپ نے کہا:

الحمد لله عَلٰی کُلِّ حَالٍ

اتنے میں ایک قاصد آیا اس نے پیغام دیا کہ آپ کا بیٹا فوت ہوگیا ہے تو آپ پھر یہ کہنے لگے "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہر حال میں۔" آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے بے ہوش ہونے والی دواء کیوں نہیں پی تو فرمانے لگے کہ "میں نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی کا کوئی لمحہ اس کی حمد کے بغیر گزرے۔

(روحانی حکایات: علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی)

یقیناً وہ شخص جو ہر حال میں اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرتا ہے وہ کامیاب ہے۔ صبر شکر بھی کامیابی کی علامت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(پارہ 2 سورۃ بقرہ آیت نمبر 153)

ایک اور مقام یہ ہے:

"اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں ضرور بالضرور تم پر (نعمتوں کو زیادہ کردوں گا۔ (پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت نمبر 7)

ایک اور مقام پہ ارشاد ہے:

"اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو"

(پارہ 2 سورۃ بقرہ آیت نمبر: 152)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ کیسی گزر رہی ہے؟ تو وہ کہنے لگا مل جائے تو شکر ادا کرتا ہوں نہ ملے تو صبر کرلیتا ہوں۔ آپ نے کہا یہ کام تو چوپائے اور جانور بھی کرتے ہیں: "مل جائے تو شکر اور نہ ملے تو صبر"

اس نے کہا کہ تو پھر کیا کرنا چاہئے؟ تو آپ نے کہا "مل جائے تو مخلوق خدا میں تقسیم اور نہ ملے تو شکر ادا کرنا چاہئے۔" یہی وجہ ، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ عام مومن ملنے پر شکر اور نہ ملنے پر صبر جب کہ عارف باللہ لوگ ملنے خدا کی راہ میں خرچ اور نہ ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔" کیونکہ جتنا کم ملے گا اتنا ہی روز قیامت کم حساب دینا پڑے گا۔"

حکایات سعدی میں ہے کہ آپ کہتے ہیں: میں کبھی بھی مصائب و مشکلات میں تنگ دل نہ ہوا تھا ایک دن مرے پاؤں میں جوتا بھی نہ تھا اور اس کو خریدنے کے لئے رقم بھی نہ تھی۔ اسی حالت میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا آدمی موجود ہے جس کے پاؤں ہی نہیں ہیں۔ آپ اللہ کی پاؤں والی نعمت پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوئے۔ اور ہر حال میں انسان کو اپنی زندگی میں ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

ہدیہ عقیدت بارگاہِ رسالت ﷺ

جب گنگرو گلے کا بولے گا اور سانس کا ڈورا ٹوٹے گا
جب روح نکلے گی رگ رگ سے اس وقت کا عالم کیا ہوگا
یہ جسم گواہی خود دے گا ہر حصہ جسم کا بولے گا
خاموش زباں ہو جائے گی اس وقت کا عالم کیا ہوگا
ایک بار خطا ہو جائے اگر سو بار تو رب سے توبہ کر
اک اشک یہاں کا بہتر ہے واں گریہ پیہم کیا ہوگا
یہ حال ہے عابد دنیا کا دنیا میں کسی کا کوئی نہیں
اس دھر کا تو یہ عالم ہے تو حشر کا عالم کیا ہوگا

صلح کیجئے

انتخاب: ساجد فضل۔ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

صحاح ستہ کے اکثر مصنفین نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح فرمائیں گے۔''

یقیناً حضرت حسن رضی اللہ عنہ خود بھی شریف النفس انسان تھے اور شریف النفس انسان کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے نواسے تھے۔ جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو اُمت مسلمہ کو انتشار سے بچانے کے لیے خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کردار سے ثابت کر دکھایا کہ آپ رضی اللہ عنہ خود بھی سردار ہیں اور سردار کی اولاد ہیں، چنانچہ ابھی پچیس تیس سال بھی نہ گزر پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امویوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے مدمقابل پایا، لیکن چونکہ آپ صلح جو اور امن پسند انسان تھے، اس لئے آپ مسلمانوں کے دو لشکروں کے درمیان صلح کرانے اور مسلمانوں کو بہت بڑے فتنے سے بچانے کے لئے اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہو گئے۔

شاعر نے آپ کے بارے میں بجا طور پر کہا ہے:

کریم بن کریم بن کریم   و جدہ خیر الأنام

''آپ شریف بن شریف بن شریف ہیں اور آپ کے نانا جان افضل المخلوقات ہیں۔''

جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے کی اطلاع دی تھی اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ ناسمجھ بچے تھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مراد سمجھی ہو گی اور نہ ہی اشارہ، یعنی آپ نے بعد میں جو کردار ادا کیا وہ اس لئے نہیں ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا تھا، بلکہ چونکہ رسول اللہ ﷺ آپ کے مستقبل کے کردار سے واقف تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے کردار کے ذریعے اپنے نانا جان کی بات کو سچ ثابت کر دکھایا اور زبان حال سے آپ ﷺ کی صداقت کی گواہی دی۔

حصول نعمت کے لئے مجرب عمل

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (سورۃ آل عمران: آیت ۷۳، ۷۴)

ترجمہ:...... آپ فرما دیں کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اگر آپ کو اللہ کی ہر نعمت حاصل کرنی ہے تو یہ دعا صبح و شام روزانہ سات (۷) مرتبہ پڑھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے رہیں۔

گھر کو امن کا گہوارہ کیسے بنایا جائے

تحریر: حافظہ آمنہ وسیم، ایم اے جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

دنیا کی تہذیبوں پر نظر رکھنے والا ہر باشعور آدمی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اسلام سے پہلے جتنی بھی تہذیبوں کو عروج حاصل ہوا، اس میں صنف نازک (عورت) کی کیا حیثیت تھی۔

یونانی تہذیب میں عورت اخلاقی قانونی اور معاشرتی حقوق میں ایک گری ہوئی مخلوق تھی۔ عزت کا مقام اگر حاصل تھا تو وہ صرف اور صرف مرد کو حاصل تھا اس ماحول میں جس نے نہ صرف قانونی اور عملی حیثیت سے بلکہ ذہنی حیثیت سے بھی ایک انقلاب عظیم برپا کیا وہ اسلام ہے۔ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دنیا کو بتایا کہ عورت بھی ویسی ہی انسان ہے جیسا کہ مرد ہے۔''

عورت اپنے گھر میں ایک خاص مقام رکھتی ہے چاہے وہ جس مرضی رشتے کو نبھا رہی ہے اگر وہ ماں ہے تو وہ ماں ہونے کا حق ادا کر رہی ہے اور اگر بیٹی ہے تو بھی وہ اپنا حق ادا کر رہی ہے۔ اسی طرح دوسرے رشتوں کو بھی نبھا رہی ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں کوئی نہ کوئی پریشانی یا لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ اور پھر ہم ان لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر اپنے گھر کے ماحول کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے زوجین کو آپس میں درگزر کا معاملہ پیدا کرنا چاہیے۔ عورت گھر کی ملکہ ہوتی ہے اور شوہر کا سرتاج ہے جب شوہر گھر میں ملکہ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے گا اسکی غلطی کو درگزر کر دے گا تو گھر کا ماحول خود بخود ہی خوشگوار ہونا شروع ہو جائے گا۔ عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کو اللہ کا ولی بنا سکتی ہے۔'' اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو بتایا کہ نیک بیوی تیرے لئے دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے''۔ ایک اور جگہ فرمایا دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔

(مسلم کتاب الرضاع: ۱۴۶۷)

'' قرآن مجید میں ارشاد ہے عورتوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔

(الترمذی کتاب المناقب: ۳۸۹۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو کچھ بھی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو گے اس کا تمہیں اجر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو کے اس کا بھی اجر وثواب دیا جائے گا۔''

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، عن سعد رضی اللہ عنہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام ارشادات سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اپنی حقوق کیسے ادا کرنے ہیں شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کو بھی خوش رکھے۔ بیوی کو اپنی حقوق میں عدم ادائیگی کا ثبوت نہیں دینا چاہیے اپنے گھر کو امن کا گہوارہ (باقی صفحہ 9 پر)

پردہ کے احکام

تحریر: محمد قمر

ارشاد باری تعالیٰ:

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو بے پردہ نہ رہو جیسا کہ اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (سورۃ احزاب آیت نمبر: 33)

اس آیت کریمہ میں عورتوں کو گھر میں اپنے بعد بے پردگی نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہاں اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں ایسی نکلتی تھیں کہ ان کی زینت ظاہر ہوتا کہ غیر محرم مرد بھی ان کو دیکھیں اور لباس ایسا پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھک سکیں۔ مگر افسوس:

عورت آج بھی گھر بیٹھنے کو تیار نہیں ہے۔ اس دور کی عورت کو پردہ ایک غیر ضروری چیز نظر آتا ہے۔ اور سمجھتی ہیں کہ پردہ کو ایک قید ہے اور اب آزادی کا دور ہے۔ ہمیں (عورتوں کو) بھی قید سے نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ جو اعزازات اور اونچے اونچے منصب مردوں کو حاصل ہیں۔ ہمیں بھی حاصل کرنے چاہیں۔ چنانچہ اس دل فریب تصور نے عورت کو گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ یوں اپنے گھر کی مقدس چار دیواری اور حیاء میں لپٹی چادر کو اتار کر سڑکوں پر نکل آئیں۔ اسے آفس میں غیر مردوں کی سیکرٹری، سیلز گرل، ماڈل گرل، بننے میں فخر محسوس ہوتا ہے، اور اپنے گھر کی چار دیواری میں باوقار گھریلو خانہ دار بننا ذلت نظر آتا ہے۔ دین اسلام نے تو اس عورت کو مقدس چادر اوڑھائی تھی۔ اسے آرام دہ اور پرسکون ٹھکانہ ''گھر'' عطا کیا تھا۔ اس کے سر پر عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا۔ اسے عفت و عظمت کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ مگر یہ سودا اسے منظور نہیں۔ اسے اپنے گھر والوں کی خدمت کرنے میں ذلت محسوس ہوتی ہے۔ اور اپنے آپ کو گھریلو خانہ دار ذمہ دار سمجھنے کی بجائے نوکرانی تصور کرتی ہے۔ آیئے ذرا خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیات طیبہ کی طرف نظر کرتے ہیں۔ آپ اپنے گھر کا انتظام خود اپنے ذمہ لیتی تھیں۔ گھر میں جھاڑو دینا۔ چکی چلا کر آٹا پیسنا، پانی بھرنا، کھانا پکانا، اپنی اولاد پر خصوصی توجہ دینا، غرض کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے تمام معاملات خود سنبھالتیں۔ لیکن آج گھر گھر میں فیملی سسٹم بدنظمی کا شکار ہے۔ نہ بچے کو ماں کی گود میسر ہے اور نہ ہی شوہر کو گھر کا سکون میسر ہے۔ اور خود عورت بھی ایک پرسکون گھر سے محروم ہو چکی ہے۔ اسے عزت و وقار میسر نہیں ہے۔ اس نے خود ہی گھر سے قدم باہر نکال کر اپنے ہاتھوں میں اپنی قدر و منزلت اور اپنے وقار کو پامال کیا ہے۔ روزانہ لوگوں کی گندی نگاہوں اور بے ہودہ فقروں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر ان والدین پر افسوس جو لڑکیوں کو گھروں میں اپنے اور گھروں کے انتظامات میں عبور حاصل کرنے کی ترغیب کی بجائے بے پردہ مخلوط تعلیمی اداروں میں بھیجنا اور ڈگریوں کے حصول کا جذبہ دلانے میں مصروف ہیں۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر ان کی بہو، بیٹیاں بے پردہ گھر سے نکلیں گی۔ اور غیر مردوں کے درمیان بیٹھیں گی بلا تکلف بات چیت کریں گی تو ان کی شرم و حیاء باقی نہ رہے گی۔ عورت کو اگر گھر

سے نکلنا پڑ بھی جائے تو اسے اپنے ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں موزے یا جرابیں پہن لے۔اور برقعہ بھی سادہ اور خیسہ نما ہو کہ جس میں پتہ ہی نہ چلے کہ کوئی بڑھیا عورت ہے یا جوان عورت ہے۔ یہی شریعت کا حکم ہے۔آج کل خوبصورت چادریں یا رنگین چادریں برقعہ کا کام نہیں دے سکتیں۔بسا اوقات لوگ ان کو بھی گھور کر دیکھتے ہیں۔یاد رہے کہ:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود بخود ظاہر ہو،اور دوپٹے اپنے گریبانوں میں ڈالے رکھیں اور اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹے، یا اپنے شوہروں کے بیٹے پر، یا اپنے بھائی پر، یا اپنے بھتیجے پر یا۔اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتوں پر یا اپنی کنیزوں جو اپنے ہاتھوں کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ وہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جن کو عورت کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔

(سورۃ نور آیت:31، کنز الایمان)

مذکروہ آیت سے واضح ہو گیا کہ مسلمان عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی جگھوں پر جانے سے پرہیز کرے جہاں بد نگاہی کے امکان ہوں اور ایسے ماحول میں جانے سے اجتناب کرے جہاں نیک اور پارسا عورتیں جانا پسند نہیں کرتیں، بلکہ اپنی پارسائی کی حفاظت کے لئے حتیٰ الامکان جگھوں پر جانے سے پرہیز کرتی رہے۔نیز یہ بھی بتا دیا کہ جن مردوں کے درمیان ان کا جانا جائز ہے وہ ان کے محرم ہیں۔مثلاً، باپ، بیٹا، شوہر، وغیرہ وغیرہ، لہٰذا چاہئے کہ عورت ان مردوں کے علاوہ باقی تمام مردوں سے پرہیز کرے۔اور پردہ ایسا ہو کہ جس میں اس کا چہرہ تمام بدن اس کی آواز یہاں تک کہ اس کے زیور کی آواز بھی غیر محرم نہ سن سکیں۔اور یہ سب ممکن اس وقت ہوگا جب عورت مردوں کے مجمع اور ایسی محفلوں میں شرکت سے گریز کرے جہاں مرد بھی موجود ہوں۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ عورت جو آراستہ و پیراستہ ہو کر نامحرم مردوں میں اِترا اِترا کر چلتی ہے بروز قیامت وہ مجسمہ تاریکی ہوگی جہاں نور کی کرن تک نہ ہوگا۔(ترمذی شریف)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جو عورت عطر لگا کر (یعنی اپنے آپ کو تیز خوشبو میں بسا کر) مردوں کے مجمع میں گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ عورت بدکار ہے۔

بہر حال پردہ عورت کی پاکیزہ اور پارسا زندگی کے لئے ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔جب کہ ہر طرف بے حیائی اور فحاشی کے مناظر عام ہیں۔ہماری ماؤں، بہنوں نے اپنے تقدس کو خود بھی پامال کر دیا ہے۔اور شریعت کے احکام کو پس پشت ڈال کر شیطان کے راستے چل نکلی ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے پردگی کو کوئی گناہ تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔حالانکہ پردہ شریعت مطہرہ کا وہ قانون ہے جس کے ذریعے عورت کی عزت، اس کا وقار، شرم وحیاء، قدر و قیمت اس کی حیثیت و مرتبہ کی حفاظت ہوتی ہے۔جو دین اسلام نے اسے بخشا ہے۔اس مبارک قانون میں جیسے پردہ نسواں کا نام دیا گیا ہے وہ احکام بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کر کے عورت اچھی ماں، اچھی بیٹی، اچھی بہن، اچھی بیوی بن سکتی ہے۔اور خصوصاً ایک شریف پاکباز مومنہ کا روپ دھار لیتی ہے۔اللہ پاک شریعت مطہرہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(وما توفیقی الا باللہ)

عورتوں میں بدزبانی کا عیب

تحریر: غلام رسول ایم اے اسلامیات جی سی یونیورسٹی

نہایت معذرت کے ساتھ عرض کرتا چلوں یہ بات دیکھنے میں آئی ہیں کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے اور وہ اثر رکھتی ہے جیسے بچھو کا ڈنگ کہ ایک ذراسی حرکت میں آدمی بلبلا جاتا ہے۔

بد زبانی کی ایک لطیف تدبیر:

ایک بزرگ نے اس کا خوب علاج کیا تھا۔ ایک عورت شکایت لے کر آئی کہ ان کا خاوندان سے روز لڑتا ہے۔ لڑائی ہوتی ہے کوئی ایسا تعویذ دے جس سے لڑائی نہ ہو۔ بزرگ نے کہا ایک بوتل لے کر آؤ میں پانی دم کر دیتا ہوں وہ پانی دم کر کے دیا اور فرمایا کہ جب تمہارے خاوند گھر آئے تو ایک گھونٹ پانی منہ میں لے کر بیٹھ جائے گی تو زبان جو قینچی کی طرح چلتی ہے پھر وہ نہ چلے گی۔ یہ حکیمانہ تدبیر اختیار کی اس سے عورت کی بدزبانی بھی ختم ہو گئی۔ اگر ہم آج کل اس کا موازنہ کرے تو ہمارے گھروں میں اکثر خواتین کا یہ حال ہے وہ اس کام کے لئے لوگوں سے تعویذ وغیرہ مانگتی پھرتی ہے۔ اگر ہم بھی اس حکیمانہ تدبیر کو اختیار کریں تو لڑائی ختم ہو سکتی ہے۔ عورتوں کی بدزبانی جڑ ہے بگاڑ کی۔ اگر ان میں یہ لڑائی ختم ہو جائے تو یہ سچ مچ حوریں بن جائیں۔

عورتوں میں یہ خصائل کم پائے جاتے ہیں:

جو نہ دب سکے برٹش کی فوج سے
لیکن شہید ہو گئے بیوی کی نوج سے

حکایت:

ایک بزرگ کے صاحبزادے بیوی کی رعایت بہت کرتے تھے۔ اور واقعی بیوی کی رعایت کرنا بھی چاہئے خواہ وہ پھوہڑ ہو یا بدتمیز ہو۔ کیونکہ اس نے تمہارے لئے اپنی ماں کو اپنے باپ کو بہن بھائیوں الغرض سارے کنبہ کو چھوڑ دیا۔ اب صرف اس کی نظر تمہارے اوپر ہے جو کچھ ہے اس کے لئے ایک شوہر کا دم ہے۔ پس انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے وفادار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور جو کچھ ان سے ذراسی غلطی لغزش ہو جائے تو اس کو کم فہم سمجھ کر پس پشت ڈال دیا جائے۔ ذرا سوچئے! ہم خدا کے محکوم ہیں وہ ہماری کیا کیا رعانتیں کرتا ہے بہت سارے معاملات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اگر ہم دیکھے ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ نافرمانیاں کرتے ہیں لیکن وہ سب کو برابر رزق دیتا ہے۔ کوئی عذاب نازل نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جانتا ہے سب میرے محکوم ہیں۔

ایک صاحب کی بیوی فضول خرچ تھی حالانکہ وہ فضول خرچ کو نبھاتے تھے۔ انہوں نے کیا کیا اپنی فضول خرچ بیوی کا نام ہی باولی رکھ دیا۔ جب کوئی بات کرتے تو کہتے باولی ایسا کرتی ہیں ویسا کرتی ہیں ان کی نظر عیبوں پر نہیں بلکہ خوبیوں پر پڑتی تھی، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صفت ایسی ہے جو نہایت قابل تعریف ہے۔ اگر خاوند لڑ کر جھگڑ کر یا کسی اور وجہ سے گھر سے چلا جائے اور پچاس سال تک باہر رہے اپنی خبر تک بھی نہ دے کہ میں مر گیا ہوں یا زندہ ہو لیکن جب وہ واپس آئے گا بیوی کو جس جگہ چھوڑ کر گیا تھا اسی جگہ پر پائے گا مگر وہ امانت میں خیانت نہیں کرے گی۔ یہ ایسی صفت ہے کہ اس کے سامنے کسی عیب پر بھی نظر نہیں پڑتی۔

مکاتیب الفردوس سے مکتوبات

درج ذیل مکتوبات شریف ''مکاتیب الفردوس'' سے لئے گئے ہیں جو کہ شیخ المشائخ حضرت قبلہ خواجہ عالم خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ فتحیہ گلہار شریف کوٹلی آزاد جموں وکشمیر کے فرامین پر مشتمل ہیں جو آپ نے احباب کے خطوط کے جوابات میں تحریر فرمائے ہیں۔(ادارہ راہنمائے خواتین)

مکتوب نمبر:147

حافظ محمد انور طاہر صاحب

خطیب جامع مسجد موتی 1351/B

پیپلز کالونی نمبر1، فیصل آباد

خط کا خلاصہ

خط ملا، آج کل لاء کالج میں ششماہی امتحان ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائیں۔میرے ایک دوست حاجی محمد اسماعیل صاحب ہیں جن کا ذکر میں نے وہاں حاضری کے موقع پر کیا تھا۔ میرے لئے مالی تعاون کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی روحانی پیچیدگی کے لئے آپ سے راہنمائی چاہتے ہیں۔ان کے پیرو مرشد کا انتقال ہو چکا ہے۔ان کا مسئلہ جو انہوں اپنے علیحدہ خط میں لکھا ہے کہ ہر قسم کا ذکر کر لیتا ہوں لیکن سلطان الاذکار جاری نہیں ہوتا۔اس کے لئے دعا فرمائیں۔

دربار عالیہ کی طرف سے جواب

۲ مارچ ۱۹۹۲ء

سلام مسنون! آپ کے خط کے ہمراہ آپ کے دوست محمد اسماعیل صاحب کا خط بھی نظر سے گزرا۔ شجرہ شریفہ بھی دیکھا۔ ایک ہی اصل کی شاخیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ جس خلجان کا انہوں نے خط میں ذکر کیا ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قبض وبسط تصوف کا لازمہ ہے۔ یہ پریشانی کی بات نہیں۔ وہ اپنا معمول جاری رکھیں۔ رہی آواز تو وہ بھی بہتر ہے مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ متوجہ الی اللہ رہیں۔

بزرگوں سے جس طرح انہوں نے ذکر خدا کیا ہے اسی طرح کریں۔ بزرگوں کا فرمان کسی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ اور جب کبھی عقدہ کشائی کی حاجت ہو تو ان ہی کی طرف رجوع کریں۔ وہ طالب کے حالات اور مقام سے واقف ہوتے ہیں اور ان کی راہنمائی طالب کے لئے مفید ہوتی ہے۔ البتہ یہ امر ذہن میں رہے کہ اصل شریعت ہے اور طریقت اس کی فرع ہے۔ شریعت کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ شریعت کے احکام بجالانے میں پوری پوری کوشش اور کاوش سے کام لیا جائے۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر:148

مولانا محمد رفیق رضوی صاحب

خطیب مرکزی جامعہ مسجد حنفیہ

نمبر2 اتحاد کالونی غازی آباد تاج پورہ روڈ لاہور

خط کا خلاصہ

جامع مسجد غازی آباد میں فرائض کی انجام دہی شروع

کردی ہے۔ممبران کمیٹی انتشار کا شکار ہیں۔حاضری کے لئے بے تاب ہوں۔

دربارِ عالیہ کی جانب سے جواب

۳ مارچ ۱۹۹۲ء

سلام مسنون! اپنے کام سے غرض رکھیں۔کمیٹی سے کسی قسم کی تعرض یا مداخلت نہ کریں۔حاضری کا فکر نہ کریں۔اپنا کام لگن سے اور محنت سے کریں یہی حاضری ہے۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر:149

سعید اختر صاحب
مکان نمبر ۳ گلی نمبر ۴
ملت روڈ سانده خورد لاہور

خط کا خلاصہ

میری صحت اب بہتر ہونا شروع ہوگئی ہے۔ بینک ملازمت سے ایک سال سے چھٹی لی ہے۔اس کے بعد پینشن ہو جائے گی۔مکان کا سودا ہوگیا ہے۔انشاء اللہ جلد ہی جہلم منتقل ہوکر زیادہ سے زیادہ یادِ خدا میں وقت گزار سکوں گا۔

دربارِ عالیہ سے جواب

۴ مارچ ۱۹۹۲ء

سلام مسنون! خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔مکان کا سودا مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ آپ کو نیک ارادوں میں کامیاب کریں۔اس میں شک نہیں کہ دنیوی لوازمات بھی دنیا میں ایک مقام رکھتے ہیں مگر انجام کار یہ فنا کے گھاٹ اترنے والے ہیں۔باقی رہنے والے وہ عمل صالح ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کئے جائیں۔لہٰذا عاقبت کی ہولناکیوں کو پیشِ نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں زیادہ وقت گزرے۔کسی عارف کا مصرعہ ہے ؎

یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اس چندروزہ زندگی میں اس متاع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔بندہ دعا گو ہے۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر:150

شہزادہ جان صاحب
مقام وڈاک خانہ چار باغ ضلع سوات کوڈ نمبر 19120

بندہ بخیریت میر پور خاص (سندھ) سے واپس غریب خانہ پر پہنچ آیا ہے۔مہربانی اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔

دربارِ عالیہ سے جواب

۴ مارچ ۱۹۹۲ء

مؤدبانہ سلام مسنون! نوازنامہ ملا، یہ جان کر مسرت ہوئی کہ ہر دو طرف اللہ بزرگ و برتر کے فضل سے عافیت ہے۔اس زندگی مستعار کا کوئی بھروسہ نہیں کب مالک حقیقی کا بلاوا آجائے۔ کتنے سنگی وساتھی تھوڑے عرصہ میں رختِ سفر باندھ چکے ہیں۔اور کتنے اب ملاقات سے بھی عاری ہیں۔صاحب زادہ علی احمد صاحب جن کی باغ و بہار شخصیت کبھی محفل کو زعفران زار کیا کرتی تھی اب پابند مسکن ہیں۔حرکت تک دشوار ہے۔یہ سب کچھ ہمیں فکر و عمل کی دعوت دیتا ہے اور دنیا کی ناپائیداری کا احساس دلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی تدبیر اور تزویر سے محفوظ رکھے اور اپنی یاد میں لمحات زندگی گزارنے کی توفیق دے۔آپ نے اس بندہ عاجز سے جو اسباق اخذ کئے ہیں انہیں رمضان المبارک میں دگنا کر کے پڑھیں انسان کو یادِ خدا میں حریص ہونا چاہئے اور ہر لمحہ زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔اپنی خیریت سے گاہے بگاہے باخبر رکھا کریں۔ جملہ افراد خانہ سے مؤدبانہ سلام عرض کریں۔

فقط والسلام

جنت کے قاتل کا انجام

دوسری قسط

ترتیب: محمد زید سلطانی (ایم کام فنانس) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

شراب پینے کا نقصان:

تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: ''میرا نام مالک بن دینار ہے اور میں بصرہ کا رہنے والا ہوں اس نے کہا اچھا تم وہی مالک بن دینار ہو جس کی علمیت اور زاہد وتقویٰ کی شہرت پورے عراق میں ہے میں نے کہا: عالم تو اللہ عزوجل کی ذات ہے اور زاہد وعابد تو حضرت سیدنا عمر بن عبداللہ العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید ہیں وہ اگر چاہیں عیش وعشرت کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ لیکن بادشاہت کے باوجود انہوں نے زہد وتقویٰ اختیار کیا۔ اور دنیا سے بے رغبتی ان کے اندر درجہ اتم پائی جاتی ہے ہمیں تو دنیا ودنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں اس لئے ان سے دور ہیں۔''

اس نے مجھ سے کہا ''اے مالک بن دینار! تم میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ اگر تم نے میرے بارے میں کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو! میں نے کہا: ''مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے تو وہ کہنے لگا ''اے مالک بن دینار! تم نے کو دیکھا ہے بیان کرو اور مجھ سے شرم نہ کرو۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں بالا آخر میں نے اسے اپنا خواب سنایا: خواب سن کر وہ کافی دیر تک روتا رہا پھر کہنے لگا: اے مالک بن دینار! مسلسل چالیس سال سے حج کے موقع پر میرے بارے میں اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور ایسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا: کیا تیرے اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائل ہے؟ اس نے کہا: ''ہاں میرا گناہ زمین آسمان اور عرش وکرسی سے بڑا ہے۔ میں نے کہا: ''مجھے تم اپنے گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے ارتکاب سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بھگت رہے ہو۔

تو وہ کہنے لگا: اے مالک بن دینار! میں شراب کا عادی تھا اور ہر وقت سراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا میں نے وہاں خوب شراب پی پھر جب مجھے نشہ طاری ہونے لگا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا میں گھر میں داخل ہوا تو میری ماں تنور جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی اور اس میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔

جب میری ماں نے مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئی میں لڑکھڑا کر گرنے لگا اور اس نے مجھے تھام لیا اور

کہنے لگی آج شعبان المعظم کی آخری رات ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے لوگ صبح روزہ رکھیں گے اور تو صبح اس حال میں کرے گا کہ نشے میں ہوگا کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں؟ یہ سن کر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ میں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش وحواس بحال نہ تھے جب میری زوجہ نے یہ دردناک منظر دیکھا تو اس نے دھکیل کر مجھے ایک کوٹھری میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں معاملے کی خبر نہ ہو۔ میں اسی طرح نشے کی حالت میں پڑا رہا۔

جب رات کافی گزر گئی تو مجھے ہوش آیا اب میرا نشہ دور ہو چکا تھا۔ میں نے اپنی زوجہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔ میں نے کہا: ''تم مجھ سے اتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر میں نے ایسی کون سی خطا کی ہے اس نے کہا تم نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تم اس لائق ہی نہیں کہ تم سے رحم کیا جائے۔

میں نے کہا: ''آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ میں نے کیا بری حرکت کی ہے؟ میری زوجہ نے کہا: ''تم نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اکھاڑ پھینکا اور تنور کی طرف لپکا جب تنور کی طرف دیکھا تو میری ماں جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور الٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ چوکھٹ پر رکھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا۔ پھر میں نے لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا پھر اپنے دونوں پاؤں میں بیڑیاں ڈال لیں۔ اس وقت میری ملکیت میں آٹھ ہزار دینار تھے وہ سب کے سب میں نے غروب آفتاب سے قبل صدقہ کر دیئے۔ 26 لونڈیاں اور 23 غلام آزاد کئے اور تمام جائداد اللہ عزوجل کے نام وقف کر دی۔ اب چالیس سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہوں اور چالیس دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں صرف افطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھا لیتا ہوں۔ میں ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال میرے متعلق کسی عالم وزندکو ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا کہ آپ کو دکھایا گیا، یہ ہے میری ساری داستان عبرت نشان۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے یہ سن کر میں اس کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا دے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چھپ گیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے جب اس نے محسوس کیا کہ میں جا چکا ہوں تو اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ عزوجل سے اس طرح مناجات کرنے لگا: اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار عزوجل اے وہ ذات جس کے دست قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری

رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں تو اپنے عفو وکرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ مجھے اپنی ناراضگی سے بچالے۔ اے میرے پروردگار عزوجل میں کما حقہ بڑی تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی۔ اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! تو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں مجھے یقین ہے کہ تو میری دعا رد نہیں فرمائے گا میں صرف تجھ سے ہی دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میری موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مژدہ سنا دے مجھے اپنے عفو وکرم کی ایک جھلک دکھا دے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں۔ کہ اس کی رقت انگیز مناجات سن کر میں اپنی منزل پر لوٹ آیا۔ پھر جب رات کو نیند آئی تو دل کی آنکھ کھل گئی۔ مجھے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے مالک بن دینار! تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عفو وکرم سے مایوس مت کر۔

بے شک اللہ تعالیٰ محمد بن ہرون کے افعال سے باخبر ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کی معاف فرما دیا ہے اور صبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ بے شک اللہ عزوجل بروز قیامت میدان محشر میں تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہو گا تو اس کا بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں ذرے ذرے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرہ بھی ظلم کیا ہو گا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلوائے گا۔ اے ابن ہرون کل بروز قیامت اللہ عزوجل تجھے اور تیری ماں کو جمع کرے گا اور تیرے بارے میں فیصلہ ہو گا فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف دھکیل دیں گے پھر تو دینوی تین دن اور تین رات کے برابر جہنم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق قتل کرے گا یا شراب پیئے گا میں اسے جہنم کی آگ کا مزہ ضرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ کیسا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔ اے ابن ہرون! پھر اللہ عزوجل تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ عزوجل سے سوال کرے کہ: اے اللہ عزوجل! تو میرے بیٹے کو بخش دے پھر اللہ عزوجل تجھے تیری ماں کے حوالے کردے گا تیری ماں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گی۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں فوراً ابن ہرون کے پاس گیا اس کو بشارت دی کہ آج رات مجھے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیرے بارے میں اس طرح بتایا ہے پھر میں نے اسے اپنا سارا خواب بتایا اللہ عزوجل کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اٹھا اس کی روح اس کے تن سے ایسے جدا ہوئی جیسے پتھر پر پانی ڈالیں تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے پھر اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازے میں شرکت کی۔

(جاری ہے......)

مجھے شفاء کیسے ملی

تحریر: حکیم محمد طارق

آنکھوں کی الرجی کا روحانی علاج:

محترم حکیم صاحب السلام علیکم! میں ماہنامہ عبقری کا ایک سال سے زائد عرصہ کا قاری ہوں، اس ماہنامہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، یہ صدقہ جاریہ ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھی حضرات رسالہ کے قارئین اس ماہنامہ کے ذریعے دکھی انسانیت کی جس طرح خدمت کر رہے ہیں وہ لاجواب ہے۔

محترم حکیم صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کی آپ کے ساتھیوں کی ماہنامہ کے قارئین کی عمر میں برکت دے۔ اس ماہنامہ کو دن رات ترقی دے۔ محترم حکیم صاحب! میں نے اس ماہنامہ کے ذریعے بہت سے قارئین کے مسائل حل ہوتے دیکھے۔ میرا بھی ایک درینہ مسئلہ چند سال پہلے حل ہوا، میں یہ روحانی ٹوٹکہ قارئین کی خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں: مجھے 14 سال کی عمر میں آنکھوں کی الرجی کا مسئلہ ہوا، ہر وقت آنکھوں میں خارش رہتی تھی۔ بہت سے ادویات استعمال کیں لیکن لیکن افاقہ نہ ہوا، آنکھوں کے سپیشلسٹ کو چیک کروایا لیکن کچھ فرق نہ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص رحم کیا، مجھے اس آیت کے پڑھنے کی وجہ سے شفاء ملی

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق:۲۲)

اس آیت کے کثرت سے پڑھنے کی وجہ سے نظر بھی تیز ہوتی ہے، بس شرط یہ ہے یقین پختہ ہو۔ پانچ وقت کی نماز پڑھیں ہر فرض کے بعد کم از کم تین مرتبہ پڑھیں۔ اس آیت کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے پڑھیں اس کے علاوہ وضو کے بعد آنکھوں میں تازہ پانی کے چھینٹیں ماریں۔

ہیپاٹائٹس بی، سی کے لئے آزمودہ نسخہ:

محترم حکیم صاحب السلام علیکم! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی عزت، توقیر میں اور زیادہ اضافہ کرے اور اور ''اللہ تعالیٰ عرش کے رنگ لگائے'' یہ دعا میری والدہ محترمہ اکثر دیا کرتی تھیں۔ پیشے کے لحاظ سے ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہوں۔ جب سے آپ کے درس میں شرکت کر رہا ہوں روحانی طور پر بہت مطمئن ہوں۔ میرے پاس ہیپاٹائٹس بی سی کا ایک بڑا ہی کامیاب نسخہ ہے جو کہ عبقری قارئین کی نذر کرتا ہوں

ھوالشافی: روزانہ صبح نہار منہ دس قطرے Nat Sulph 200 دن میں صرف ایک بار۔

درج ذیل ہر دوا کے سات سات قطرے تھوڑے پانی میں روزانہ رات سوتے وقت دن میں صرف ایک بار۔

Chelidenium 200۔Cardus Mar 200۔ Ceanothus 200۔ ہیپاٹائٹس کے لئے بہت ہی کامیاب ہے، کچھ عرصہ مستقل مزاجی سے استعمال کریں۔ الحمد للہ! بے شمار

مریضوں نے اس ٹوٹکے سے شفاء پائی ہے۔

دانتوں پر سے کیڑا ختم کیجئے:

ھوالشافی: اگر دانتوں پر کیڑا جم گیا ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ پر عمل کریں۔ گنا یا انگور سرکہ دو تولے پھٹکڑی کے پھول ایک تولہ، تین ماشے کالی مرچ (پسی ہوئی)، دو تولے شہد میں ملالیں اور اس کا پیسٹ بنالیں۔ اس پیسٹ کو دن میں تین چار بار مسوڑھوں پر ملیں اور پانی گرائیں چند ہی دنوں میں دانتوں پر سے کیڑا اُتر جائے گا اور دانت موتیوں کی طرح چمکنے لگیں گے یہ نسخہ ماسخورہ اور پائیوریا کے علاج کے لئے بھی مفید ہے۔

یرقان کے نسخہ جات:

ھوالشافی: یرقان کے علاج کے لئے گاجریں مفید ثابت ہوئی ہیں، گاجروں کا رس نکالیں۔ اس میں مصری ملا کر گرمیوں میں ایک گلاس روزانہ پیتے رہیں۔ اس سے یرقان سے نجات مل جائے گی۔

ھوالشافی: مولی کے پتوں کا رس نکال لیں اور اس میں مصری ملا کر یرقان کے مریض کو دن میں تین مرتبہ دو دو چھٹانک پلاتے رہیں۔ یرقان کے مرض سے افاقہ ہوگا۔

ھوالشافی: مولی کا رس دو تولہ لیں، اس میں کباب چینی باریک شدہ ساڑھے چار ماشے شامل کرلیں۔ روزانہ ایک ہفتہ تک مسلسل کھائیں۔ مرض یرقان کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

مثانے اور پتے کی پتھری کا روحانی ٹوٹکہ:

اگر کسی آدمی کے مثانے یا پتے کے اندر پتھری ہے تو آپ کسی اللہ والے نیک آدمی سے لا الہ الا اللّٰہ 73 مرتبہ سادہ کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی کو پینے سے پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل جائے گی اور ایک سو ایک مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ کا روزانہ ورد کرتے رہیں۔

بد کلام بیوی کو راہ راست پر لانے کا عمل:

اگر کسی شخص کی بیوی بہت زیادہ بد کلام ہو یا بدکار ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ ہر نماز کے بعد 77 مرتبہ یَا حَسِیْبُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ پڑھ کر بیوی کی طرف منہ کر کے پھونک مارے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھے۔

شرط: پانچ وقت نماز ضروری نظروں کی حفاظت ضروری، جھوٹ سے پرہیز، حلال لقمہ کا اہتمام ضروری پھر کمال دیکھئے۔

دل کے بند وال کھولنے کا جادوئی نسخہ

ایک عدد بڑا سفید پیاز لیں جس کا وزن 100 گرام سے 150 گرام تک ہو، اس کو کوٹ کر اس کا پانی یعنی رس نکال کر اس پانی کو صبح نہار منہ پی لیا کریں۔ اللہ کے حکم سے دس سے پندرہ دن کے اندر اندر دل کے وال بالکل صاف ہو جائیں گے۔

نوٹ:...... پیاز کا رس پینے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک کچھ کھانا پینا منع ہے۔ اگر سفید پیاز نہ ملے تو سرخ پیاز استعمال کریں۔

بخار کی وجہ سے منہ پک جائے تو......

بخار کی وجہ سے اگر ناک، منہ پک جائے تو مکھن یا ویزلین یا تین ناک، منہ اور ناف میں لگانے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ سبز یا سرخ مرچ سے اگر جسم کا کوئی حصہ جلے تو اس پر سرسوں کا تیل، مکھن لگانے سے، ٹھیک ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆